بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبدة الفکر

تلخیص

شرح نخبة الفکر

افادات

مولانا خورشید احمد صاحب دامت برکاتہم

مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

جمع وترتیب

عبدالماجد اشرف (صادق آبادی)

متعلم: جامعہ خیر المدارس ملتان

جامعہ خورشید الاسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبادیات

مؤلف کی مختصر سوانح

نام: ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی۔ مصر کے حقیقہ محلہ میں ۲۳ شعبان ۷۷۳ھ کو پیدا ہوئے۔ ۴ سال کی عمر میں والدِ محترم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اولاً کلام پاک ۹ سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔ پھر بڑے بڑے علماء سے مختلف علوم وفنون حاصل کئے اور ائمہ ومشائخ سے حدیث کی روایت کی اجازت حاصل کی۔ ڈیڑھ سو سے زائد اہم کتابیں تالیف کیں جن میں مشہور "فتح الباری فی شرح البخاری" ہے۔ ۸۰ سال کی عمر پاکر ۲۸ ذوالحجہ ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔

فائدہ: حافظ ابن حجرؒ کی یہ تالیف علم اُصولِ حدیث میں ہے۔

درحقیقت اولاً مؤلفؒ نے "نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر" کے نام سے متن لکھا جو کہ ابن صلاحؒ کی کتاب "مقدمہ ابن صلاح" کی تلخیص تھی پھر اس متن پر شرح لکھی جو کہ "نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر" کے نام سے موسوم ہے۔ مؤلفؒ چونکہ خود شافعی المسلک ہیں اس لئے یہ کتاب بھی شوافع کے اصولوں کے تحت لکھی چنانچہ بعض جگہ احناف کے اصولوں کے خلاف اور مذہب شافعیؒ کے مطابق اُصول بیان کئے ہیں۔ مثلاً احناف کے نزدیک ارسال، تدلیس وغیرہ وغیرہ جرح موجب ضعف نہیں جبکہ عندالشوافع موجب ضعف ہیں لہٰذا ابن حجرؒ نے بھی ان کو موجب ضعف قرار دیتے ہوئے خبر مردود کی اقسام میں ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی چند ایک مقامات ہیں چنانچہ حنفی طالب حدیث کو متیقظ رہنا نہایت ضروری ہے۔

سوال: اصول حدیث پر احناف کی کوئی کتاب نہیں اگر ہے تو پھر حنفی طلبہ شوافع کی کتاب کیوں پڑھتے ہیں۔

جواب نمبر۱: ہمارے اندر تعصب نہیں ہر اچھی بات لے لیتے ہیں اور عمل کرتے ہیں خواہ کسی کی کتاب سے ملے۔

جواب نمبر۲: اصول الشاشی، نورالانوار، حسامی احناف کی کتابیں ہیں ان میں بھی ابواب السنۃ ہیں جن میں اصول حدیث کا بیان ہے ان کو پہلے پڑھتے ہیں اور پھر شوافع کے اصول حدیث جاننے اور پھر ان کا جواب دینے کے لیے نخبۃ الفکر پڑھتے ہیں۔ اس لیے اس کو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

جواب نمبر۳: احناف وشوافع کے اصول حدیث میں قدرے اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔

علم اُصول حدیث کی تعریف: علم اُصولِ حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعے حدیث کے احوال معلوم کئے جائیں۔

اُصولِ حدیث کی غایت: اُصولِ حدیث کی غایت یہ ہے کہ حدیث کے احوال معلوم کر کے مقبول پر عمل کیا جائے اور غیر مقبول سے بچا جائے۔

اُصولِ حدیث کا موضوع: اُصولِ حدیث کا موضوع "حدیث" ہے۔

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں کبھی اسے خبر اور اثر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

حدیث اور خبر کے درمیان فرق: خبر اور حدیث کے سلسلے میں علماء کے تین قول ہیں۔

(۱) جمہور علمائے اصول کے نزدیک خبر و حدیث دونوں میں ترادف (ہم معنی) ہے۔

(۲) بعض کا قول ہے کہ جو چیز حضور سے مروی ہو وہ حدیث ہے اور جو غیر سے مروی ہو وہ خبر ہے۔

(۳) بعض نے دونوں میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت بیان کی ہے کہ حدیث اخص مطلق ہے کہ "ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کو شامل ہے اور خبر اعم مطلق ہے کہ "ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اور اس کے علاوہ کو بھی شامل ہے۔

فائدہ: طرق: یہ طریق کی جمع ہے معنی ہے سند۔ اسناد: (سند): متن کے طریق کے بیان کرنا
متن: جہاں سند ختم ہو اس سے آگے متن ہوتا ہے۔

خبر کی تقسیم

خبر کی ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں۔

(۱) متواتر (۲) مشہور (۳) عزیز (۴) غریب

متواتر: وہ حدیث ہے جس کے نقل کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ عقل اُن کے جھوٹ پر متفق ہونے کو محال سمجھے۔

متواتر کا حکم: خبرِ متواتر علم ضروری (بدیہی) یقینی کا فائدہ دیتی ہے۔

متواتر کی شرائط: متواتر کی پانچ شرطیں ہیں (۱) اسناد کثیر ہوں (۲) راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ عادۃً ان راویوں کا جھوٹ پر اتفاق کرنا یا اتفاقیہ ان سے جھوٹ صادر ہونا محال ہو (۳) یہ کثرت ابتداء سے انتہاء تک یکساں ہو۔ (۴) خبر کا تعلق عقل سے نہ ہو بلکہ حس سے ہو (۵) مفید للعلم الیقینی الضروری ہو۔

فائدہ: یقین: اعتقاد جازم مطابق للواقع

علم بدیہی ضروری: وہ علم ہے جو بلا نظر و فکر اور بغیر استدلال کے حاصل ہو جیسے گرمی سردی کا علم۔

نظر: ان امور معلومہ یا مظنونہ کو ترتیب دینا جس سے مجہول شئی کا علم یا ظن حاصل ہو۔

علم نظری: وہ علم ہے جو بذریعہ نظر و استدلال حاصل ہو۔

علم الاسناد: وہ علم ہے جس میں صحتِ حدیث اور ضعفِ حدیث کے متعلق راویوں کی صفات اور صیغ اداء

کے اعتبار سے بحث کی جائے تاکہ صحیح پر عمل کیا جائے اور ضعیف کو چھوڑ دیا جائے۔

(۲) مشہور: وہ حدیث ہے کہ جس کے روایت کرنے والے ہر زمانے میں تین سے کم کہیں نہ ہوں۔

فائدہ: خبر مشہور کو مستفیض بھی کہتے ہیں اور بعض حضرات نے ان دونوں میں فرق کیا ہے بایں طور کہ مستفیض وہ ہے کہ جس کی ابتداء اور انتہاء سند کے اعتبار سے برابر ہو یعنی جتنی تعداد شروع سے نقل کرنے والوں کی تھی ہر زمانے میں اتنی ہی ہو نہ کم ہوئی ہو نہ زیادہ اور مشہور عام ہے کہ خواہ شروع میں تعداد کم ہو بعد میں زیادہ ہو جائے۔

(۳) عزیز: وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے دو سے کم کہیں نہ ہوں۔

فائدہ: عزیز اگر عزَّ یعِزُّ (ضرب) بمعنی "قلیل ہونا" سے ہو تو اس خبر کو عزیز اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا وجود قلیل ہوتا ہے۔ اور اگر یہ عزَّ یعَزُّ (فتح) بمعنی "قوی ہونا" سے ہو تو عزیز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ خبر طریق ثانی کے پائے جانے کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔

(۴) غریب: جس حدیث کا راوی کہیں نہ کہیں ایک ہو اس کو "غریب" کہتے ہیں۔

غریب کی اقسام

غرابۃ (غریب) کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فرد مطلق (۲) فرد نسبی

۱۔ فردِ مطلق: وہ حدیث غریب ہے کہ جس کی سند میں صحابی سے جو روایت کرنے والا ہے وہ متفرد ہو خواہ بعد کے راوی متفرد نہ ہوں۔ یعنی غرابت اصلِ سند میں ہو۔

۲۔ فرد نسبی: وہ ہے جس کی سند میں صحابی سے روایت کرنے والا نہیں بلکہ اس کے بعد کوئی راوی متفرد ہو۔

فردِ مطلق کو اکثر "فرد" اور فرد نسبی کو "غریب" کہتے ہیں۔

فائدہ: خبر متواتر کے سوا "مشہور، عزیز، غریب" تینوں کو اخبار آحاد اور ہر ایک کو خبر واحد کہتے ہیں۔

خبر واحد کی تعریف: لغت میں کہتے ہیں "جس کو ایک ہی شخص روایت کرے" اور اصطلاح میں خبر واحد وہ ہے جس میں متواتر کی شرائط نہ پائی جائیں۔

قرائن کے اعتبار سے خبر واحد کی اقسام

خبر واحد محتف بالقرائن کی تین قسمیں ہیں۔ (یہ تینوں قسمیں علم نظری کا فائدہ دیتی ہیں)

(۱) صحیح بخاری و مسلم کی وہ روایات جن میں تعارض و جرح وارد نہ ہو۔

(۲) حدیث مشہور جو متعدد طرق سے مروی ہو۔

(۳) وہ حدیث جس کے کل راوی ائمہ حدیث ہوں بشرطیکہ غریب نہ ہو۔

خبر واحد کی اقسام باعتبار قبول ورد

خبر متواتر چونکہ علم یقینی ضروری کا فائدہ دیتی ہیں اس لئے وہ مردود نہیں صرف مقبول ہی

ہوتی ہیں بخلاف اخبار آحاد کے کہ وہ مقبول بھی ہوتی ہیں اور مردود بھی۔

خبر واحد مقبول کی پہلی تقسیم

خبر واحد مقبول کی چار قسمیں ہیں

(۱) صحیح لذاتہ (۲) حسن لذاتہ (۳) صحیح لغیرہ (۴) حسن لغیرہ

(۱) صحیح لذاتہ: وہ خبر واحد ہے جس کے تمام راوی عادل، کامل الضبط ہوں اس کی سند متصل ہو اور معلل وشاذ ہونے سے محفوظ ہو۔

فائدہ: عدل: وہ قوۃ اور ملکہ ہے جو آدمی کو تقویٰ اور مروت، پر ابھارے۔ تقویٰ: اعمالِ سیئہ شرک فسق غیرہ سے اجتناب کرنا۔

ضبط: ضبط کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ضبط صدر (۲) ضبط کتابۃ

(۱) ضبطِ صدر: ضبطِ صدر یہ ہے کہ سُنی ہوئی بات اس قدر ذہن نشین کی جائے کہ جب چاہے استحضار کر سکے۔

(۲) ضبطِ کتابۃ: یہ ہے کہ سننے کے بعد محفوظ کر لینا (لکھ لینا) اور اس کی تصحیح بھی ہو چکی ہو کہ اس کو روایت کر سکے۔ (کامل الضبط کا معنی ہے کہ ضبط اعلیٰ پیمانہ پر پایا جائے)۔

سندِ متصل: وہ سلسلہ روایت ہے کہ جس کے ہر راوی نے اپنے مروی عنہ سے خود سنا ہو اور کوئی راوی درمیان سے ساقط نہ ہوا ہو۔

معلل: وہ حدیث ہے کہ جس میں کوئی ایسی مخفی علۃ (خرابی) ہو جو صحتِ حدیث میں نقصان دیتی ہو۔

فائدہ: مراتب صحیح: واضح رہے کہ صحیح لذاتہ میں مذکورہ اوصاف کے تفاوت کے لحاظ سے فرق ہوگا لہٰذا وہ روایت جو عدالت، ضبط اور دیگر صفات مرجحہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہوگی وہ اصح شمار ہوگی بنسبت اس حدیث کے جو ان اوصاف کے لحاظ سے کم مرتبہ میں ہو۔ پھر حدیث صحیح کتب حدیث کے اعتبار سے سات قسم پر ہے۔

(۱) جس کی تخریج بخاری و مسلم دونوں نے کی ہو۔ (۲) جس کی تخریج صرف بخاری نے کی ہو

(۳) جس کی تخریج صرف مسلم نے کی ہو۔ (۴) جو صحیحین کی شرط کے مطابق ہو۔

(۵) جو صرف بخاری کی شرط کے مطابق ہو۔ (۶) جو صرف مسلم کی شرط کے مطابق ہو

(۷) کسی کی شرط کے مطابق نہ ہو لیکن راوی عادل تام الضبط ہوں۔

(۲) حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے کہ جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو باقی تمام شرائط صحیح لذاتہ کی اس میں موجود ہوں۔

(۳) صحیح لغیرہ: وہ حدیث حسن لذاتہ ہے جس کی سندیں متعدد ہوں۔

(۴) حسن لغیرہ: اگر صفاتِ قبولیت میں اتنی کمی ہو کہ بات درجہ توقف تک پہنچ جائے تو اگر ایسا قرینہ عام قائم ہو جائے جو جانب قبولیت کو ترجیح دے تو حدیث "حسن لغیرہ" کہلائے گی۔

فائدہ: اگر صحیح و حسن کے رواۃ میں سے کوئی ثقہ راوی ایسی زیادتی بیان کرے جسے اس سے اوثق راوی بیان نہیں کرتا تو اگر یہ زیادتی اوثق کی روایت کے منافی نہ ہو تو مطلقاً قبول کی جائے گی ورنہ اسباب ترجیح کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر راجح کی زیادتی قبول کی جائے گی اور مرجوح کو رد کر دیا جائے گا رواۃ کے اسی باہمی اختلاف کے اعتبار سے حدیث کی چند قسمیں ہیں۔(۱) شاذ (۲) محفوظ (۳) منکر (۴) معروف

شاذ و محفوظ: اگر ثقہ راوی نے ایسے شخص کی مخالفت کی جس کو ضبط یا تعداد یا کسی اور وجوہ ترجیح میں سے کسی وجہ کے ساتھ ترجیح حاصل ہو تو اس کی حدیث کو "شاذ" اور مقابل کی حدیث کو "محفوظ" کہا جاتا ہے۔

منکر و معروف: اگر ضعیف راوی نے روایت میں قوی کی مخالفت کی ہو تو اس کی حدیث کو "منکر" اور قوی کی حدیث کو "معروف" کہا جاتا ہے۔

فائدہ: شاذ و منکر میں نسبت عموم و خصوص من وجہ کی ہے کہ نفسِ مخالفت میں دونوں شریک ہیں باقی اس امر میں دونوں متفرق ہیں کہ شاذ کا راوی ثقہ ہوتا ہے بخلاف منکر کے کہ اس کا راوی ضعیف ہوتا ہے۔

متابعت کی بحث

متابع: جس راوی کے متعلق تفرد کا گمان تھا اگر تتبع سے اس کا کوئی موافق مل گیا تو اس موافق کو "متابع" اور موافقت کو "متابعت" کہا جاتا ہے۔

متابعت کی اقسام: متابعت دو قسم پر ہے۔(۱) تامہ (۲) قاصرہ

(۱) متابعت تامہ: اگر خود متفرد راوی کے لیے مُتابِع پایا جائے تو یہ "مُتابعتِ تامّہ" ہے۔

(۲) مُتابعت قاصرہ: اگر اس کے شیخ یا اوپر کے کسی راوی کیلئے متابع پایا جائے تو یہ "متابعت قاصرہ" ہے۔

شاھد: اگر کسی دوسرے صحابی سے ایسا متن مل جائے جو کسی حدیث فرد کے ساتھ لفظاً و معنیً یا صرف معنیً مشابہ ہو تو اسے شاھد کہا جاتا ہے۔

نوٹ: کبھی متابعت کا اطلاق شاھد پر اور شاھد کا اطلاق متابعت پر کیا جاتا ہے۔

اعتبار: حدیث کی کتابوں (جوامع، مسانید، اجزاء) میں حدیثِ فرد کے لیے مُتابِع یا شاھد تلاش کرنے کے لیے جستجو کرنا "اِعتبار" کہلاتا ہے۔

خبر مقبول کی دوسری تقسیم

حدیثِ مقبول کی معمول بہ اور غیر معمول بہ ہونے کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) مُحکم: اگر حدیث ایسی ہو کہ اس کے معارض کوئی حدیث نہ ہو تو ایسی حدیثِ مقبول کو "محکم" کہتے ہیں۔

(۲) مختلف الحدیث: جس خبر مقبول کی معارض کوئی خبر مقبول ہو اور ان دونوں متعارض خبروں میں بطریق اعتدال تطبیق ممکن ہو تو اسے "مختلف الحدیث" کہا جاتا ہے۔

(۳) ناسخ و منسوخ: جس خبر مقبول کی معارض کوئی خبر مقبول ہو اور دونوں میں تطبیق ممکن نہ ہو مگر تاریخ یا نص سے ایک کا دوسری سے متاخر ہونا ثابت ہو جائے تو متاخر کو "ناسخ" اور مقدم کو "منسوخ" کہا جاتا ہے۔

فائدہ: نسخ کی تعریف: "رفع تعلق حکم شرعی بدلیل شرعی متاخر عنه" یعنی ایک حکم شرعی کو کسی ایسی دلیل سے اٹھا دینا جو اس حکم سے متاخر ہو نسخ کہلاتا ہے۔

نسخ کی علامات: (۱) نص کے ذریعے معلوم ہو۔ جیسے کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها (الحدیث) (۲) صحابی یقین سے بیان کرے کہ یہ حکم متاخر ہے۔ (۳) تاریخ سے متاخر ہونا معلوم ہو۔ فائدہ: حقیقتاً ناسخ اللہ تعالیٰ ہیں نص کو ناسخ کہنا مجازاً ہے۔

(۴) ترجیح: اگر دو حدیثوں میں تطبیق یا نسخ کا قول کرنا تو ممکن نہ ہو لیکن بلحاظ اسناد یا متن ترجیح دینا ممکن ہو تو اس حدیث کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔

(۵) توقف: اگر دو متعارض حدیثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا بھی ممکن نہ ہو (اور نسخ اور تطبیق بھی ممکن نہ ہو) تو اس حدیث پر توقف کیا جائے گا اور وہ حدیث متوقف فیہ کہلائے گی۔

خبر واحد مردود کی تقسیم:

خبر کو دو وجہوں سے رد کیا جاتا ہے۔ اوّل یہ کہ اس کی سند میں سقوط ہو یعنی ایک یا ایک سے زائد راوی گرے ہوئے ہوں۔ دوم اس کے کسی راوی پر طعن کیا گیا ہو خواہ طعن ضبط کے اعتبار سے ہو یا دیانت کے اعتبار سے۔

سقوط راوی کے اعتبار سے خبر مردود کی اقسام: سقوط راوی کے اعتبار سے خبر مردود کی چار قسمیں ہیں
(۱) معلق (۲) معضل (۳) مرسل (۴) منقطع

(۱) معلق: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں ایک یا متعدد راوی گرے ہوئے ہوں۔

معلق کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) مصنف کل سند کو حذف کر کے کہے "قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کذا" (۲) صحابی یا صحابی و تابعی کے سوا مصنف باقی سند کو حذف کر دے۔ (۳) مصنف اس شخص کو جس نے اس کو حدیث بیان کی ہے حذف کر کے اس سے اوپر کے راوی کی جانب روایت حدیث کو منسوب کر دے کہ اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے۔

(۲) معضل: اگر سند میں دو یا دو سے زائد راوی پے در پے گرے ہوئے ہوں تو اسے معضل کہتے ہیں۔

معلق و معضل میں نسبت: ان دونوں میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے اس لئے کہ اگر متعدد راوی سند کے شروع سے پے در پے گرے ہوئے ہوں تو یہ معلق بھی ہے اور معضل بھی اور اگر سند کے شروع سے متعدد راوی متفرق مقامات سے ساقط ہوں (یعنی پے در پے نہ ہوں) تو یہ معلق تو ہو گی معضل نہ ہو گی اور اگر سند کے درمیان سے ایک ہی مقام سے متعدد راوی ساقط ہوں تو یہ فقط معضل ہو گی۔

(۳) مُرسل: وہ حدیث ہے کہ جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد کوئی راوی ساقط ہو۔

مرسل کا حکم: مرسل کے حکم میں شدید اختلاف ہے۔ صاحب کتاب نے چار قول نقل کیے ہیں۔ (۱) اگر ایک تابعی کی عادت معلوم ہو کہ ثقہ ہی سے ارسال کرتا ہے تو جمہور کے نزدیک اس میں توقف کیا جائے گا امام احمدؒ کا ایک قول بھی یہی ہے۔ (۲) امام مالکؒ اور اھل کوفہ کے قول کے مطابق مرسل روایت مطلقاً قبول کی جائے گی۔ (۳) امام شافعیؒ کے نزدیک اگر یہ مرسل حدیث کسی اور طریق یا مرسل سے جو کہ اس کے مغایر ہو تقویت دی گئی ہو تو قبول کی جائے گی۔

(۴) احناف میں ابوبکر رازیؒ اور مالکیہ میں ابوالولید باجیؒ سے منقول ہے کہ اگر راوی ثقات اور غیر ثقات دونوں سے ارسال کرتا ہو تو اس کی مرسل متفقہ طور پر غیر مقبول ہوگی۔

نوٹ: امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ امام احمدؒ اور اکثر فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ مرسل روایت حجت ہوتی ہے۔
(مقدمہ شرح مسلم ص ۱۷)

(۴) منقطع: اگر سند سے ایک راوی یا کئی راوی مختلف مقامات سے ساقط ہوں (یعنی پے در پے نہ ہوں) تو اسے ''منقطع'' کہتے ہیں۔

فائدہ: راوی کا سقوط کبھی اس قدر واضح ہوتا ہے کہ ماہر و غیر ماہر حدیث دونوں سمجھ سکتے ہیں اور کبھی راوی کا سقوط پوشیدہ ہوتا ہے اس کو تدلیس کہتے ہیں۔

مدلس کی تعریف: یہ دلس سے مشتق ہے جس کے معنی ظلمت کو نور سے ملانا اور اسے مدلس اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اخفاء اور پوشیدگی پائی جاتی ہے۔ اصطلاح میں تدلیس کہتے ہیں کہ کبھی راوی کا سقوط اس قدر پوشیدہ ہوتا ہے کہ جو لوگ اسانید و علل سے خوب واقف ہیں صرف وہی سمجھ سکتے ہیں جس خبر کی سند میں اس قسم کا پوشیدہ سقوط ہو اسے مدلس کہتے ہیں۔

مدلس کا حکم: اگر خبر مدلس ایسے الفاظ سے ہو جن سے راوی کے مروی عنہ سے ملاقات کا احتمال پیدا ہو جیسے عن، قال یا ایسے الفاظ سے ہو جن سے صراحتاً ملاقات ثابت ہو جیسے ''سمعت'' تو یہ خبر جھوٹی اور مردود ہوگی۔ عادل راوی سے اگر تدلیس ثابت ہو تو اس کی حدیث بھی بقولِ اصح قبول نہ ہوگی۔

مرسلِ خفی: راوی کسی ایسے معاصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو بلکہ اسکے اور مروی عنہ کے درمیان واسطہ ہو۔

مدلس اور مرسلِ خفی میں فرق: تدلیس میں مدلس کی جس سے وہ روایت کر رہا ہے ملاقات متعارف ہوتی ہے بخلاف مرسلِ خفی کے کہ ارسال کرنے والا اگرچہ اپنے مروی عنہ کا معاصر ہوتا ہے مگر اس سے اس کی ملاقات متعارف نہیں ہوتی۔

خبر واحد کو رد کرنے کی دوسری وجہ: خبر کو رد کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے کسی راوی پر طعن

کیا گیا ہو پھر طعنِ راوی کے دس اسباب ہیں۔ پانچ کا تعلق عدالت سے ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) کذب راوی (۲) اتہامِ کِذب (۳) فسق (۴) جہالت (۵) بدعت۔ اور پانچ کا تعلق ضبط سے ہے وہ پانچ یہ ہیں۔ (۱) فحش غلط (۲) کثرۃِ غفلت (۳) وہم (۴) مخالفتِ ثقات (۵) سُوءِ حفظ۔

وجوہ طعن میں سے پہلا سبب: (۱) کذبِ راوی: یعنی راوی میں کذب (جھوٹے ہونے) کا طعن کیا گیا ہو۔ جس روایت کے راوی میں یہ طعن ہو اس کو "موضوع" کہتے ہیں۔

موضوع کی معرفت کے قرائن: (۱) راوی کی حالت بتاتی ہو کہ حدیث موضوع ہے۔ (۲) مروی کی حالت بتاتی ہو کہ مثلاً وہ کسی نص قطعی یا صریح عقل کے خلاف ہو۔

وضعِ حدیث کے طریقے واسباب: (۱) کبھی واضع خود تراش لیتا ہے۔ (۲) کبھی سلف یا بنی اسرائیل کے قصص سے ہوتی ہے۔ (۳) ضعیف حدیث کو صحیح سند سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ (۴) باعثِ وضع کبھی بے دینی ہوتی ہے۔ (۵) کبھی غلبہ جہالت (۶) کبھی شدتِ تعصب (۷) بعض رؤساء کی خواہش کی پیروی (۸) ندرت پسندی۔

وضع کا حکم: وضع حدیث کی مذکورہ تمام صورتیں بالاجماع حرام ہیں۔

وجوہ طعن میں سے دوسرا سبب: (۲) اتہامِ کذب: یعنی راوی پر عمداً جھوٹی حدیث روایت کرنے کی تہمت ہو اس روایت کو "متروک" کہتے ہیں۔ وجوہ طعن میں سے تیسرا سبب: (۳) فحشِ غلط: راویوں سے غلطیوں کا بکثرت صدور ہو۔ چوتھا سبب کثرۃِ غفلت: یعنی راوی میں غفلت اور نسیان کا بکثرت پایا جانا۔ پانچواں سبب فسق: یعنی راوی کا فاسق ہونا۔ فائدہ: جس راوی میں مذکورہ آخری تین طعن (فحش غفلت، کثرۃ غفلت، فسق) میں سے کوئی طعن پایا جائے اس کی حدیث کو (ان حضرات کے نزدیک جو منکر کی تعریف میں مخالفتِ ثقہ کی شرط کو تسلیم نہیں کرتے) "منکر" کہتے ہیں۔ وجوہ طعن میں سے چھٹا سبب: وہم: جس حدیث کے راوی میں وہم پایا جائے اس کی حدیث کو "معلّل" کہتے ہیں۔ باقی وہم پائے جانے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً راوی کسی حدیث مرسل یا منقطع کو موصول قرار دیدے یا ایک حدیث کو دوسری میں داخل کردے وغیرہ وغیرہ۔ معلّل حدیث کو پہچاننا ماہرِ فن ہی کا کام ہے۔

وجوہ طعن میں سے ساتواں سبب: "مخالفتِ ثقات" ہے، پھر اس کی مختلف اعتبار سے سات قسمیں ہیں (۱) مدرج الاسناد (۲) مدرج المتن (۳) مقلوب (۴) مزید فی متصل الاسانید (۵) مضطرب (۶) مصحف (۷) محرف (۱) مدرج الاسناد: اگر تغیر وتبدیلی سند میں کی گئی ہو کہ راوی نے اس میں اپنی طرف سے زیادتی کردی ہو تو اس کو مدرج الاسناد کہا جاتا ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) مختلف راویوں کی مختلف اسانید سے مروی حدیث کو کسی راوی نے ایک شخص کی سند پر متفق کر کے بذریعہ اس سند کے اس حدیث کو روایت کیا اور اختلاف اسانید کو ذکر نہیں کیا۔ (۲) حدیث کا اکثر حصہ ایک سند سے اور باقی

دوسری سند سے سنا مگر بیان کرتے ہوئے ایک ہی سند (پہلی سند) کے ساتھ بیان کردیا یا اکثر حصہ شیخ سے سنا اور کچھ حصہ شیخ کے شاگرد سے سنا مگر بیان کرتے ہوئے پوری حدیث کو شیخ کی سند سے نقل کردیا۔

(۳) ایسی دو مختلف حدیثوں کو سنا جو دو مختلف سندوں سے تھیں مگر بیان کرتے ہوئے ایک ہی سند سے روایت کردیا یا ایک حدیث کو اس کی سند سے بیان کیا مگر دوسری حدیث کا کوئی حصہ اس میں شامل کردیا۔

(۴) شیخ نے کسی حدیث کی سند بیان کی پھر متن بیان کرنے سے پہلے کوئی کلام کیا پھر متن بیان کردیا مگر شاگرد نے اس کلام کو متن سمجھ کر اس سند سے روایت کردیا۔

(۲) مدرج المتن: حدیث کے متن میں تغیر و تبدیلی کردی جائے بایں طور کہ اصل متن اور اس مدرج میں کوئی فرق باقی نہ رہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) کوئی اجنبی کلام متن کے شروع میں یا درمیان یا آخر میں ملا دیا جائے اور اکثر آخر میں ہوتا ہے۔ (۲) کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کا کلام نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث کے ساتھ ملا دیا جائے۔ فائدہ: مدرج کی پہچان (۱) کبھی تو اس دوسری روایت کی وجہ سے ہوتی ہے جس میں مدرج حصہ کو ممتاز کردیا گیا ہو (۲) راوی خود مدرج ہونے کی تصریح کردے (۳) ماہر فن تصریح کردیتا ہے (۴) وہ کلام ایسا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا صدور محال ہوتا ہے۔

(۳) مقلوب: وہ حدیث ہے جس کے راویوں کے ناموں یا متن حدیث میں تقدیم و تاخیر کردی گئی ہو جیسے "مرہ بن کعب" کی جگہ "کعب بن مُرّۃ"۔

(۴) مزید فی متصل الاسانید: وہ حدیث ہے کہ جس کی سند کے درمیان کوئی راوی زیادہ کردیا گیا اور زیادہ کرنے والے کی بنسبت زیادتی نہ کرنے والا زیادہ ضابط و اتقن ہو۔

(۵) مضطرب: وہ حدیث ہے جس کی سند یا متن میں اس طرح تغیر و تبدل کردیا گیا ہو کہ ایک روایت کو دوسری پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو۔ یہ اکثر سند میں ہوتا ہے۔

(۶، ۷) مصحف، محرف: وہ حدیث جس میں سند اور متن کی صورت تو باقی رہے مگر ایک حرف یا متعدد حروف میں تبدل ہو جانے کی وجہ سے ثقہ سے مخالفت پیدا ہو جائے پھر اگر حرف کا تبدل صرف نقطوں میں ہو تو "مصحف" ہے (مثلاً شریح کو سُریج کردیا) اور اگر حرف کا تبدل شکل میں ہو تو اسے "محرف" کہتے ہیں۔ (مثلاً حفص کو جعفر کردیا)۔

فائدہ: حدیث کی چند اور اقسام (۱) اختصار الحدیث: محدث حدیث کے ایک حصہ کی روایت کرے اور دوسرے کو حذف کردے یہ اکثر کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ اختصار کرنے والا صاحب علم ہو۔ (۲) روایت بالمعنی: راوی روایت کے الفاظ کی بجائے معانی کو اپنے الفاظ میں بیان کرے اس کے جواز میں اختلاف ہے پانچ قول ہیں (۱) اکثر اس کے جواز کے قائل ہیں (۲) عند البعض صرف مفردات

میں تبدیلی جائز ہے مرکبات میں نہیں (۳) عند البعض صرف اس شخص کے لیے جائز ہے جسے الفاظ حدیث محفوظ ہوں ورنہ جائز نہیں (۴) عند البعض جو شخص الفاظ کو تو بھول گیا مگر اس کے معنی اس کے ذہن میں باقی ہیں تو بغرض استنباط صرف اسی کے لیے جائز ہے اور جسے الفاظ یاد ہوں اس کے لیے جائز نہیں (۵) قاضی عیاضؒ کا قول ہے کہ روایت بالمعنی کا باب بالکل مسدود کر دینا چاہیے تاکہ ناواقف شخص روایت بالمعنی کی جرأت نہ کر سکے۔ (۳) غریب الحدیث: اگر حدیث کے معنی میں خفاء رہ جائے اس وجہ سے کہ لفظ کا استعمال کم ہوتا ہے تو اسے "غریب الحدیث" کہتے ہیں۔ (۴) مشکل الحدیث: لفظ کا استعمال تو کثیر ہو مگر اس کے باوجود اس کے مفہوم میں دقت ہو تو اسے "مشکل الحدیث" کہتے ہیں۔

وجوہ طعن میں سے آٹھواں سبب: "جہالت" جہالت کہتے ہیں کہ کسی راوی کا حال معلوم نہ ہو کہ وہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ۔ جہالت کے اسباب: جہالت کے اسباب تین ہیں (۱) غیر معروف نام لینے کی وجہ سے جہالت مثلاً اس کا غیر معروف لقب یا کنیت ذکر کر دی ان رواۃ کے تعارف کے لیے محدثین نے "موضحات" نامی کتابیں لکھی ہیں (۲) نام نہ لینے کی وجہ سے جہالت کہ اختصار کرتے ہوئے راوی کا نام ہی ذکر نہ کیا ہو جیسے "أخبرني رجل" اس فن پر "مبہمات" نامی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس تیسری قسم کی پھر دو قسمیں ہیں۔ (۱) مجہول العین: وہ قلیل الحدیث راوی جس کا نام لے کر صرف ایک ہی راوی نے روایت کی ہو (۲) مجہول الحال: وہ قلیل الحدیث راوی جس کا نام لے کر ایک سے زائد راویوں نے روایت کی مگر کسی امام نے اس کی توثیق نہ کی ہو اس کو مستور بھی کہتے ہیں۔

وجوہ طعن میں سے نواں سبب: "بدعت" ہے بدعت کہتے ہیں دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کرنا جس کی اصلیت قرآن کریم، حدیث یا قرون ثلاثہ میں نہ پائی جاتی ہو۔ بدعت دو قسم کی ہوتی ہے (۱) مستلزم کفر (۲) مستلزم فسق، اول قسم کے بدعتی کی حدیث کی قبولیت میں اختلاف ہے چار مذاہب ہیں (۱) عند الجمہور قبول نہیں (۲) عند البعض مطلقاً مقبول ہے (۳) اس شرط پر قبول ہوگی کہ وہ بدعت کی تائید میں دروغ گوئی کو حلال نہ سمجھتا ہو (۴) تحقیق یہ ہے کہ ایسے بدعتی کی روایت مطلقاً مردود نہ ہوگی بلکہ جو بدعتی کسی امر متواتر کا انکار کرے اس کی روایت تو مردود ہوگی اور جس بدعتی میں یہ بات نہ ہو اور ضبط و تقویٰ بھی اس میں پایا جاتا ہو تو اسکی روایت مقبول ہوگی۔ اور ثانی قسم کے بدعتی کی روایت قبول کرنے میں بھی اختلاف ہے۔ (۱) عند البعض مطلقاً مردود ہوگی (۲) عند البعض اگر وہ دروغ گوئی حلال نہ سمجھتا ہو تو اس کی حدیث مطلقاً مقبول ہوگی (۳) عند البعض بدعتی اگر اپنی بدعت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو تو اس کی حدیث قبول کی جائے گی ورنہ نہیں۔ (۴) عند الاکثر اس کی حدیث قبول کی جائے گی مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ حدیث اس کی بدعت کی مؤید نہ ہو۔ ورنہ یہ مذہب مختار کے مطابق مردود ہوگی۔

راوی میں طعن کا دسواں سبب: "سوء حفظ" یعنی راوی کی یادداشت خراب ہو اس کی دو قسمیں ہیں (۱) لازم

(۲) طاری۔ سوءِ حفظ لازم: وہ ہے جو ہر وقت رہے ایسے راوی کی حدیث کو بعض محدثین نے "شاذ" کہا ہے۔
سوءِ حفظ طاری: وہ ہے جو بڑھاپے یا عدم بصارت کی بنیاد پر یا اُن کتابوں کے جل جانے یا گم ہوجانے کی وجہ
سے ہو جن پر اُس کو اعتماد تھا ایسے راوی کو "مختلط" کہا جاتا ہے۔ فائدہ: شاذ یا مختلط یا مستور یا مدلس یا صاحب مرسل
کا اگر کوئی متابع مل جائے جو اس کے مساوی یا اوثق ہو تو ان کی حدیث کو حسن لغیرہ کہا جاتا ہے۔
حدیث کی غایتِ سند کے لحاظ سے تقسیم: حدیث کی بلحاظ غایتِ سند تین قسمیں ہیں۔ (۱) مرفوع
(۲) موقوف (۳) مقطوع (۱) مرفوع: اگر سند حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو اور اس سند کا تلفظ اس
بات کا متقضی ہو کہ بذریعہ اس کے جو منقول ہوگا وہ صریحاً یا حکماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فعل یا
تقریر ہوگا تو اسے حدیث مرفوع کہا جاتا ہے۔ حدیث مرفوع کی ابتداءً دو قسمیں ہیں (۱) صریحی
(۲) حکمی۔ پھر ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں تو کل چھ ہو گئیں۔ (۱) حدیث مرفوع قولی صریحی: وہ
حدیث جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی صراحتاً
ارشاد نقل کیا گیا ہو جیسے صحابی کہے "قال رسول اللہ کذا"۔ (۲) حدیث مرفوع فعلی صریحی: وہ حدیث
ہے جس کی سند حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عمل صراحتاً نقل کیا
گیا ہو جیسے صحابی کہے رأیت رسول اللہ فعل کذا۔ (۳) حدیث مرفوع تقریری صریحی: وہ مرفوع حدیث
ہے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کام یا کسی بات کو برقرار رکھنا صراحتاً نقل کیا گیا ہو جیسے صحابی
کہے "فعلت بحضرة النبی صلی اللہ علیه وسلم کذا"۔ (۴) حدیث مرفوع قولی حکمی: وہ
حدیث قولی ہے جس کی سند ایسے صحابی تک پہنچتی ہو جو اسرائیلیات بیان نہ کرتا ہو اور اس بات کا اجتہاد
سے بھی تعلق نہ ہو اور نہ ہی وہ تحلیل الاستعمال لفظ کی تشریح ہو اور نہ روایت بالمعنی ہو۔ (۵) حدیث مرفوع
فعلی حکمی: صحابی کوئی ایسا کام کرے جسمیں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ ہو کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اس کا ثبوت
صحابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہوا ہوگا۔ (۶) حدیث مرفوع تقریری حکمی: وہ حدیث ہے
جس کی سند کسی صحابی تک پہنچتی ہو اور اس سے صحابی کی یہ بات نقل کی گئی ہو کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے دور میں فلاں کام کیا کرتے تھے۔ فائدہ: اگر بجائے ان الفاظ کے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف صراحتاً نسبت ہے ایسے الفاظ ذکر کیے جائیں جن میں آپ کی طرف کنایۃً نسبت ہوتی ہے تو یہ بھی
حکماً مرفوع ہے چنانچہ تابعی، صحابی سے نقل کر کے کہے "یرفع الحدیث یا یرویہ یا ینمیہ یا روایة
یا یبلغ به یا رواہ"۔ اسی طرح صحابی کا قول "من السنة کذا یا أمرنا بکذا یا نُهینا عن کذا یا
کنا نفعل کذا" یا صحابی کا کسی مخصوص فعل پر حکم لگانا کہ "انه طاعة لله ورسوله" یا "معصیة الله
ورسوله" یہ سب الفاظ بھی اکثر کے نزدیک مرفوع حکمی ہونے پر دال ہیں۔
(۲) موقوف: وہ حدیث ہے جس کی سند کسی صحابی تک پہنچے اور اس میں صحابی کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

(۴) مقطوع: وہ حدیث ہے جس کی سند کسی تابعی یا تابعی کے بعد کسی عالم تک پہنچتی ہو اور اس میں تابعی کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

مسند: صحابی کی مرفوع روایت جس کی سند بظاہر متصل ہو اس کو مسند کہتے ہیں۔

صحابی کی تعریف: صحابی وہ شخص ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالتِ ایمان ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ تابعی کی تعریف: جس نے بحالتِ ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ تبع تابعی: وہ شخص ہے جس نے بحالتِ ایمان کسی تابعی سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ مخضرمین: صحابہ و تابعین کے درمیان ایک طبقہ مخضرمین کا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا ہو مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہے۔ صحیح قول کے مطابق یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ مسئلہ علوِ سند اور تنزیل سند: فائدہ: علو: سند کے راویوں کی تعداد کم ہونے کا نام "علو" (بلندی) ہے۔ سند عالی: جس حدیث کی متعدد سندیں ہوں تو جس سند میں وسائط کی تعداد سب سے کم ہو اسے "سندِ عالی" کہتے ہیں۔ سند نازل: جس حدیث کی متعدد سندیں ہوں تو جس سند میں وسائط کی تعداد سب سے زیادہ ہو اسے "سندِ نازل" کہتے ہیں۔ سندِ مساوی: جس حدیث کی متعدد سندیں ہوں اور تمام سندوں میں وسائط کی تعداد برابر ہو اسے "سندِ مساوی" کہتے ہیں۔

علوِ سند کی تقسیم: علوِ سند کی دو قسمیں ہیں (۱) علوِ مطلق: وہ سند ہے کہ جس میں راوی سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک وسائط کی تعداد کم ہو اور اسی حدیث کی دوسری سندوں میں وسائط کی تعداد اس سے زیادہ ہو تو کم وسائط والی کو "علوِ مطلق" اور مقابل کو "نزولِ مطلق" کہتے ہیں۔ (۲) علوِ نسبی: وہ سند ہے کہ جس میں راوی سے لے کر کسی امامِ فنِ حدیث تک کے وسائط (دوسری سندوں کی بنسبت) کم ہوں اگرچہ اس کے بعد تک رواۃ کی تعداد زیادہ ہو تو اسے "علوِ نسبی" اور مقابل کو "نزولِ نسبی" کہتے ہیں۔ علوِ نسبی کی چار اقسام: (۱) موافقت: کوئی شخص کسی مصنف کی سند کے علاوہ دوسری سند سے اس مصنف کے شیخ تک پہنچ جائے اور اس دوسری سند کے رُوات کی تعداد بھی کم ہو تو اسے مصنف کے ساتھ "موافقت" کہتے ہیں۔ (۲) بدل: کوئی شخص کسی مصنف کی سند کے علاوہ دوسری سند سے اس مصنف کے شیخ الشیخ تک پہنچ جائے اور اس دوسری سند کے رواۃ کی تعداد بھی کم ہو تو اسے مصنف اور اس کے شیخ کا "بدل" کہتے ہیں۔ (۳) مساوات: یہ ہے کہ ہم سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی حدیث کی سند کے رواۃ کی جو تعداد ہے وہ مساوی ہو اس سند کی تعداد کے جو مصنف سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے۔ (۴) مُصافحہ: یہ ہے کہ ہم اور کسی مصنف کا شاگرد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک وسائط (راویوں) کی تعداد میں برابر ہو جائیں تو گویا مصنف سے ہمارا "مصافحہ" ہو گیا۔ روایتِ حدیث کے طرق: (۱) روایت الاقران: یہ ہے کہ راوی، مروی عنہ کے ساتھ اُن امور میں شریک ہو جس کا تعلق

روایت کے ساتھ ہوتا ہے مثلاً عمر اور ملاقات میں اور اگر یہ معاملہ جانبین سے ہو یعنی اقران میں سے ہر ایک دوسرے سے روایت کرے تو اسے مُدبج کہتے ہیں۔

(۲) روایۃ الاکابر عن الاصاغر: اگر راوی اپنے سے کم عمر، کم ملاقات و مرتبہ والے سے روایت کرے تو وہ "روایت الاکابر عن الاصاغر" ہے اسی قبیل سے "روایۃ الآباء عن الابناء" بھی ہے۔

(۳) سابق ولاحق: اگرہ دو راوی ایک شیخ سے روایت کرنے میں شریک ہوں اور ایک کی وفات دوسرے سے قبل ہوگئی ہو تو اوّل کی روایت کو "سابق" اور ثانی کی روایت کو "لاحق" کہتے ہیں۔

(۴) حدیث من حدث ونسی: اگر راوی نے شیخ سے حدیث روایت کی اور شیخ اس روایت کا انکار کرے تو ایسی حدیث کو "حدیث من حدث ونسی" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پھر اگر شیخ کا انکار یقین کے لفظ کے ساتھ ہو تو یہ حدیث رد کردی جائے گی اور اگر شیخ نے انکار بطور شک کیا تو اصح قول کے مطابق یہ حدیث مقبول ہوگی اور شیخ کا انکار نسیان پر محمول ہوگا۔

(۵) مسلسل: اگر ایک سند کے تمام راوی ایک طرح کے صیغ ادا سے روایات کریں تو اس کو مسلسل کہتے ہیں۔ فائدہ: صیغ ادا آٹھ مراتب پر ہیں اوّل "سمعت وحدثنی" پھر "اخبرنی اور قرأت علیہ" پھر "قُرِیَٔ علیہ وانا اسمع" پھر "انبانی" پھر "ناولنی" پھر "شافہنی" پھر "کتب الیّ" اور پھر "عن، قال، ذکر، روی"۔

(۶) معنعن: وہ حدیث ہے جس کی سند میں لفظِ عن ہو اور اسے "معَنْ عَنْ" بھی کہا جاتا ہے۔

اجازتِ حدیث کے طرق:

(۱) اجازت بالمشافہ: اگر شیخ کسی کو مخصوص حدیث روایت کرنے کی زبانی اجازت دیدے تو اسے "اجازت بالمشافہ" کہا جاتا ہے۔

(۲) اجازت بالمکاتبہ: اگر شیخ نے کسی کو حدیث روایت کرنی کی مکتوبی اجازت دیدی تو اسے "اجازت بالمکاتبہ" کہا جاتا ہے۔

(۳) مُناولہ: شیخ اپنا اصلی نسخہ یا اس کی نقل طالب کو دیدے یا طالب کے پاس جو اصلی نسخہ شیخ کا ہو اسے لے کر طالب کو دیدے تو اسے "مُناولہ" کہتے ہیں۔

(۴) وِجادۃ: راوی کو کسی شیخ کی ایسی تحریر ملی جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ یہ اس کی تحریر ہے پھر وہ اس سے یہ کہہ کر روایت کرے کہ مجھے فلاں کی تحریر میں یہ حدیث ملی ہے۔ وجادہ کہتے ہیں۔

(۵) وصیت بالکتاب: اگر کسی محدث نے وفات کے وقت یا سفر کے وقت وصیت کی کہ میری یہ کتاب یا کتب فلاں کو دیدی جائیں تو اسے "وصیت بالکتاب" کہتے ہیں۔

(۶) اعلام: شیخ اپنے شاگرد سے کہے کہ فلاں شخص سے میں فلاں کتاب روایت کرتا ہوں تو اسے "اعلام" کہتے ہیں۔

(۷) اجازت مجہول: اگر شیخ کہے کہ میں نے فلاں آدمی کو اجازت دی یا میں نے اللہ کے بندے کو اجازت دی تو اسے ''اجازت مجہول'' کہتے ہیں۔

راویوں کا بیان

(۱) متفق ومفترق: اگر متعدد راویوں اور انکے باپ دادا کا نام، کنیت ونسبت ایک ہی ہو لیکن انکے اشخاص مختلف ہوں تو اسے ''متفق ومفترق'' کہا جاتا ہے۔

(۲) مؤتلف ومختلف: اگر کئی نام خط میں متفق مگر تلفظ میں مختلف ہوں تو اسے ''مؤتلف ومختلف'' کہا جاتا ہے۔

(۳) تشابہ: اس کی کئی صورتیں ہیں۔ (۱) راویوں کے نام خط اور تلفظ میں متفق ہوں مگر ان کے آباء کے نام خط میں متفق اور تلفظ میں مختلف ہوں۔ (۲) اس کے برعکس ہو کہ آباء کے نام تو خط اور تلفظ میں متفق ہوں اور خود راویوں کے نام خط میں متفق اور تلفظ میں مختلف ہوں۔ (۳) راویوں اور انکے آباء کے نام تو خط اور تلفظ میں متفق ہوں مگر ان کی نسبتوں میں خطاً اتفاق اور تلفظاً اختلاف ہو۔

خاتمہ

فن حدیث کی اہم باتیں

(۱) اس فن کے اہم امور میں سے راویوں کے طبقات کو جاننا ہے کہ اس سے دو مشتبہ ناموں میں امتیاز ہو جاتا ہے اور تدلیس کی حقیقت پر مطلع ہونا بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ طبقہ کہتے ہیں ایسی جماعت جو عمر میں اور شیوخ سے ملاقات میں شریک ہو۔

(۲) راویوں کی پیدائش ووفات کے زمانہ کو جاننا کہ اس سے اُس شخص کے دعویٰ کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے جو کسی سے (جھوٹی) ملاقات کا مدعی ہو۔

(۳) راویوں کے اوطان اور شہروں کا علم ہونا۔ (۴) راویوں کے حالات جاننا کہ عادل ہیں یا مجروح یا مجہول۔ (۵) جرح وتعدیل کے مراتب میں امتیاز کرنا چنانچہ الفاظ جرح کے تین مرتبے ہیں۔ (۱) أشد (۲) اوسط (۳) أضعف۔ اسی طرح الفاظ تعدیل کے بھی تین مرتبے ہیں۔ (۱) اعلیٰ (۲) اوسط (۳) ادنیٰ

فائدہ: اعلیٰ وہ ہے جو مبالغہ کے الفاظ کے ساتھ ہو مثلاً جرح میں "فلان اکذب الناس" اور تعدیل میں "فلان اوثق الناس"۔

تقسیم جرح وتعدیل: جرح وتعدیل میں سے ہر ایک دو قسم پر ہے۔ مبہم، مفسّر،

جرح وتعدیل مبہم: وہ ہے جس میں کوئی سبب جرح وتعدیل کا راوی میں مذکور نہ ہو۔ جرح وتعدیل مفسّر: وہ ہے جس میں کوئی سبب جرح وتعدیل کا راوی میں مذکور ہو۔

فن حدیث میں ان امور کو جاننا بھی ضروری ہے۔

(۱) ایک راوی نام سے مشہور ہو تو اگر اس کی کنیت ہے تو اسے بھی جاننا چاہیے۔ (۲) جو راوی کنیت سے مشہور ہے اس کے نام کا علم ہونا۔ (۳) جس راوی کا نام اور کنیت دونوں متحد ہوں اس کا بھی علم ہونا۔ (۴) جس شخص کی کنیت میں اختلاف ہو اس کو بھی پہچاننا چاہیے۔ (۵) جس کی کنیتیں یا القاب و اوصاف کثیر ہوں تو اس کا علم بھی ضروری ہے۔ جیسے ابن جریج کی دو کنیتیں، ابوالولید، اور ابو خالد۔ (۶) اس شخص کو بھی جاننا پڑے گا جس کی کنیت اس کے والد کے نام کے موافق ہو جیسے ابواسحٰق، ابراہیم بن اسحاق۔ (۷) اسی طرح اس راوی کی معرفت بھی ضروری ہے جس کا نام اس کے باپ کی کنیت کے موافق ہو جیسے اسحاق بن ابی اسحٰق۔ (۸) اسی طرح اس راوی کی معرفت جس کی کنیت اس کی بیوی کی کنیت کے موافق ہو جیسے ابوایوب اور ام ایوب۔ (۹) اسی طرح اس راوی کی معرفت جس کے شیخ کا نام اس کے والد کے نام کے موافق ہے جیسے ربیع بن انس عن انس۔ (۱۰) اس راوی کو بھی پہچاننا چاہیے جس کی نسبت اس کے والد کی جانب نہیں بلکہ غیر کی طرف کی گئی ہو جیسے "مقداد بن الاسود" کہ ان کے والد کا نام "عمرو" ہے۔ (۱۱) اس راوی کی معرفت بھی ضروری ہے جس کا اپنا اور باپ اور دادا کا نام موافق ہوتا ہے جیسے "حسن بن حسن بن حسن بن علی ابن طالب"۔ (۱۲) اس راوی کو بھی پہچاننا چاہیے کہ جس کا شیخ و شاگرد دونوں ہمنام ہوں جیسے بخاری کے شیخ کا نام بھی مسلم ہے اور شاگرد کا نام بھی مسلم ہے۔ (۱۳) اس فن کے اہم امور میں سے اسماء مجردہ کی معرفت ہے یعنی ان راویوں کا نام جاننا جو بلا کنیت مذکور ہوں۔ (۱۴) اسماء مفردہ کی معرفت یعنی ایسے راوی کی معرفت جس کا ہمنام کوئی شخص نہ ہو اسی طرح کنیت مجردہ اور مفردہ کی معرفت اور راویوں کی نسبتوں کی معرفت بھی ضروری ہے۔ (۱۵) یہ بھی معلوم کیا جائے کہ شیخ اور تلمیذ کو کون کونسے آداب کی پابندی کرنی چاہیے۔ (۱۶) یہ امر بھی قابل تحقیق ہے کہ کتنی عمر میں حدیث اخذ کرنے اور اسکو ادا کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے چنانچہ سماع حدیث کے لیے بقول اصح سن تمیز درکار ہے۔ (۱۷) کتابت حدیث میں حرکات و سکنات ضبط کرنے کا جو طریقہ ہے اسی طرح تصنیف حدیث کا دستور بھی معلوم کیا جائے۔ (۱۸) احادیث کے سبب ورود کو جاننا بھی ضروری ہے۔

انبیاء پر سلام ہو، صحابہ کرام سے اللہ راضی ہو، اولیاء پر اللہ کی رحمت ہو۔

تمت بالخیر

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولقاریہ ولسامعہ ولمن قال آمین۔